مکاتیب

(۳)

بخدمت جناب مولانا محمد عمار خان ناصر صاحب سلمہ اللہ وحفظہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ماہنامہ الشریعہ کے اپریل کے شمارے میں جناب کا مضمون ''زنا کی سزا'' (۲) پڑھا۔ پورے مضمون کا تفصیلی جواب دینے کی ہمت نہیں، البتہ جواب کا جو جوہر ہوسکتا ہے، وہ پیش خدمت ہے۔ اللہ کرے کہ اس سے آپ کے ذکر کردہ تمام اشکالات کا حل نکل آئے۔ یہ اقتباس احقر کی کتاب ''تحفہ اصلاحی'' سے ہے۔ یہ جواب الشریعہ میں چھپوانے کے ارادہ سے نہیں لکھا، صرف آپ کے مطالعہ اور غور وفکر کے لیے لکھا ہے۔ ویسے اگر آپ اس کو شائع بھی کر دیں تو مجھے اعتراض نہیں۔

مزید ایک بات پر غور کرنے کے لیے عرض کروں گا کہ علم کس کو کہتے ہیں؟ کیا جو اہل سنت کا اجماعی مسئلہ ہو، وہ علم نہیں؟ اگر وہ علم ہے تو پھر اگر کچھ اشکال ہے تو ہماری کم علمی اور کم فہمی کی وجہ سے ہے، اور اگر وہ بھی علم نہیں تو پھر ہماری اور آپ کی عقلوں اور سمجھوں کا بھی کیا اعتبار رہے، اور وہ کیا معیاریت رکھتی ہیں؟ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: الدین النصیحۃ۔ وما علینا الا البلاغ۔

[مولانا مفتی] عبد الواحد غفرلہ

دار الافتاء، جامعہ مدنیہ لاہور

''تحفہ اصلاحی'' سے اقتباس:

امین اصلاحی صاحب نے رجم کے حد ہونے کے خلاف نسخ القرآن بالسنۃ کے عدم جواز کو اپنے لیے بڑی حتمی دلیل سمجھا تھا، ورنہ جہاں تک اصل مسئلہ کا تعلق ہے، احکام کی جو ترتیب واقع میں ہمیں ملتی ہے، اس میں نسخ القرآن بالسنۃ کا قول کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ قرآن پاک میں زنا کی سزا کے متعلق پہلے پہل یہ آیتیں نازل ہوئیں:

وَاللاَّتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِن نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُواْ عَلَيْهِنَّ أَرْبَعةً مِّنكُمْ فَإِن شَهِدُواْ فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّىَ يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللّهُ لَهُنَّ سَبِيلاً (النساء، ۱۵)

''اور جو عورتیں بے حیائی کا کام کریں تمہاری بیویوں میں سے، تم لوگ ان عورتوں پر چار آدمی اپنوں میں سے گواہ کرلو۔ پھر اگر وہ آدمی گواہی دے دیں تو تم ان کو گھروں کے اندر بند رکھو، یہاں تک کہ موت ان کا خاتمہ کر دے یا اللہ تعالیٰ ان کے لیے کوئی اور راہ تجویز فرما دیں۔''

وَالـلَّـذَانِ يَأْتِيَانِهَا مِنكُمْ فَآذُوهُمَا فَإِن تَابَا وَأَصْلَحَا فَأَعْرِضُواْ عَنهُمَا إِنَّ اللّهَ كَانَ تَوَّاباً رَّحِيماً (النساء،١٦)

''اور وہ مرد وعورت جو تم میں سے یہ برائی کریں، انہیں ایذا پہنچاؤ۔ پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں تو ان سے درگزر کرو۔ بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔''

ان دو آیتوں سے دو حکم ملے:

۱۔ اگر شوہر بیویوں پر زنا کا الزام رکھیں اور ان کے جرم پر چار گواہ بھی لے آئیں تو آئندہ حکم آنے تک ان کو گھروں میں محبوس رکھا جائے۔

۲۔ اجنبی مرد وعورت زنا کریں، خواہ وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ ہوں، ان کو حسب حال تعزیر کی جائے۔

زنا کی مرتکب بیویاں ایسی بھی ہوسکتی ہیں جن سے صحبت ہو چکی ہو یعنی وہ ثیب ہوں یا ان سے صحبت نہ ہوئی ہو یعنی وہ باکرہ ہوں۔ اسی طرح زنا کے مرتکب مردوں میں بعض ایسے ہیں جو نکاح کے بعد صحبت کر چکے ہوں اور کچھ وہ ہیں جو ابھی تک صحبت نہ کر پائے ہوں اور کچھ وہ ہیں جن کا نکاح ہی نہ ہوا ہو۔ جب یہ کہا گیا کہ ''آئندہ حکم آنے تک زنا کی مرتکب بیویوں کو گھروں میں محبوس رکھو'' تو انتظار صرف ان بیویوں کے حکم کا نہیں بلکہ ان سے زنا کرنے والوں کے حکم کا بھی یہی ہے کیونکہ اول یہ انہیں سے ملوث ہوئے ہیں اور دوسرے ان کے بارے میں بھی کوئی متعین حکم نہیں دیا۔

مذکورہ بالا حکم کے بعد دوسرا حکم سنت وحدیث میں بیان ہوا۔ صحیح مسلم میں حضرت عبادہ بن صامتؓ سے نقل ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خذوا عني خذوا عني قد جعل الله لهن سبيلا، البكر بالبكر جلد مائة ونفي سنة والثيب بالثيب جلد مائة والرجم۔

''رسول اللہ نے فرمایا: مجھ سے لے لو، مجھ سے لے لو۔ اللہ تعالیٰ نے ان زناکار بیویوں کے لیے (اور ان سے ملوث مردوں کے لیے) ضابطہ مقرر فرما دیا ہے۔ غیر شادی شدہ مرد کی غیر شادی شدہ عورت سے بدکاری میں سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔ (یہی حکم ان مردوں اور عورتوں کا ہے جن کا نکاح ہو چکا ہو، لیکن صحبت نہ ہوئی ہو) اور شادی شدہ مرد کی شادی شدہ عورت (جو صحبت بھی کر چکے ہوں۔ ان) کی بدکاری کی سزا سو کوڑے اور رجم ہے۔''

اس حدیث وسنت سے اس بیوی کا حکم بھی معلوم ہوا ہے جس سے صحبت ہو چکی ہو، پھر اس نے زنا کیا ہو اور شوہر نے اس پر چار گواہ قائم کر دیے ہوں کہ اس کی سزا رجم ہے۔

تیسرے درجہ میں سورۃ نور کی آیات نازل ہوئیں۔ ان کے ساتھ ہی رجم سے متعلق آیت بھی نازل ہوئی۔ ان آیات میں مندرجہ ذیل احکام ملے:

۱۔ شوہر بیوی پر زنا کا الزام رکھے لیکن چار گواہ پیش نہ کر سکے تو لعان ہوگا۔

۲۔ الزانية والزاني کے الفاظ سے غیر شادی شدہ کا حکم بتایا کہ اس کی سزا صرف سو کوڑے ہے اور ایک سالہ جلاوطنی کو منسوخ کر دیا گیا۔

۳۔ رجم کی آیت بھی نازل ہوئی جس سے رجم کی سزا کو برقرار رکھا گیا اور سو کوڑوں کی سزا کو منسوخ کر دیا گیا۔ بعد

میں اس آیت کے الفاظ منسوخ کر دیے گئے۔

(۲)

بخدمت جناب عمار خان ناصر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج بخیر!

بعض ذرائع سے چند ماہ قبل ماہنامہ ’’الشریعۃ‘‘ کے چند شمارے پڑھنے کا موقع ملا۔ یقیناً یہ رسالہ خالص علمی نوعیت کا ہے اور اس کے مضامین علمی مباحث پر مشتمل ہیں، مگر معاشرہ میں ان مضامین کو سمجھنے والے آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ بعض مضامین سے طے شدہ مسائل میں شک اور تذبذب پیدا ہوتا ہے اور تحقیق کے عنوان سے تشکیک کا دروازہ کھلتا ہے۔ امت میں بھی پہلے ہی اختلاف در اختلاف ہے۔ جس چیز کو بنیاد بنا کر یہ مضامین تحریر کیے جا رہے ہیں، وہ بنیاد قوم میں اب سرے سے موجود نہیں، نہ اس قسم کے مضامین کی ننانوے فی صد عوام کو ضرورت ہے۔ دین کا وہ حصہ جو قطعی دلائل سے ثابت ہے اور متفق علیہ ہے، اگر امت میں وہ احکام زندہ ہو جائیں تو یہ بھی غنیمت ہے۔ اس قسم کے مضامین سے جس قسم کا ذہن تیار ہوگا، وہ کام مختلف ٹی وی پروگرام اور عالم آن لائن سے زیادہ موثر انداز میں ہو رہا ہے۔ قوم دین کی بنیادی باتوں سے بھی ناواقف ہے۔ اس کا تجزیہ آپ اپنے اردگرد کے ماحول میں لوگوں سے گھل مل کر بھی کر سکتے ہیں۔ اگر دین کا علم رکھنے والے اپنی صلاحیتوں کو اس طرح استعمال کریں کہ مختلف مساجد میں یومیہ درس قرآن اور درس حدیث عام فہم انداز میں دیں، عوام کے سامنے بنیادی عقائد اور فرائض کی ادائیگی، انسانیت کی ہمدردی، معاملات کی صفائی، معاشرت کی پاکیزگی، صلہ رحمی، عفو و درگزر، تحمل و برداشت اور دین کا بنیادی علم حاصل کرنے کا جذبہ، مغربی تہذیب کی بے حیائی سے بچنا، رشوت وسود کی نفرت جیسے عنوانات بیان کیے جائیں، وکلا کو تیار کیا جائے کہ جھوٹا کیس نہ لیں، تجار کی ایک جماعت ملک میں تیار کی جائے جو کم منافع پر عوام کو ضروریات مہیا کرے، ڈاکٹروں کو آمادہ کیا جائے کہ وہ مناسب فیس لے کر انسانیت کی خدمت کو شعار بنائیں اور اسی قسم کے مضامین کی اشاعت ہو تو قوم کو اس سے زیادہ فائدہ ہوگا۔

اگر آپ کے کسی مضمون سے تحقیق کے عنوان پر کوئی ایسا حکم جو دور صحابہ سے امت میں نقل ہوتا آ رہا ہے اور اس کو محدثین اور فقہا اسی طرح نقل کرتے آ رہے ہیں اور آپ نے اپنے مضامین سے اپنے قاری کو شک میں مبتلا کر دیا تو اللہ کو اس کا کیا جواب دیں گے؟ اگر آپ کے مضامین کے تسلسل سے ایک جماعت ایسی تیار ہوگی جو امت کے متفق علیہ مسائل میں شک کرے اور اس کا ذہن یہ بنا کہ چودہ سو سال میں کسی مفسر، فقیہ، محدث کی نگاہ اس پہلو پر نہیں گئی تو پھر یہ سلسلہ صرف رجم اور اس جیسے پر مسائل پر موقوف نہ ہوگا بلکہ مستشرقین کا خوشہ چین بن کر نہ معلوم کس کس مسئلہ کو تختہ مشق بنائے۔

امت بہت ضعیف ہو چکی، خدارا اس پر رحم کریں اور تحقیق کا رخ ان مسائل کی طرف کریں جو امت کے حقیقی مسائل اور ضروریات ہیں۔ کیا سود سے قوم کو نکالنے کے لیے تمام وسائل مہیا کر دیے گئے ہیں اور اس کا بہتر متبادل دے کر اہل علم اپنا فریضہ ادا کر چکے ہیں؟ انشورنس کا متبادل قوم کو مل چکا ہے؟ مظلوموں کو واضح ظلم سے نکالنے کے لیے ہر شہر میں وکلا کی جماعت تیار ہو چکی؟ نہایت خستہ حال لاکھوں انسانوں کو ایسے تاجر میسر آ چکے ہیں جو جائز منافع لے کر ضروریات زندگی مہیا کر دیں؟ ہے کوئی زمیندار اور ملوں کا مالک جو بہاولپور کے صحرا میں بسنے والوں کو اس شدت کی گرمی میں صرف پینے کا پانی

مہیا کر دے؟ ذرا شہر سے پانچ کلومیٹر نکل کر جائزہ لیں، ہزاروں مرد و عورت ایسے ملیں گے جو واضح حلال و حرام، جائز و ناجائز کا کوئی تصور بھی نہیں رکھتے۔

ایک طرف یہ حالت، دوسری طرف آپ کے رسالہ میں چھپنے والے مضامین اس سطح کے کہ شاید کسی پی ایچ ڈی کرنے والے کو بھی زندگی میں اس کی ضرورت نہ پڑے۔ آپ اس جذبہ کو لے کر عوام میں آئیں تو آپ کا حلقہ احباب، آپ کے شانہ بشانہ چلنے والے ایک سال میں اتنے ہوں گے کہ موجودہ طرز کے مضامین سے بیس سال میں بھی ایسے افراد مہیا نہ ہوں گے جن میں انسانیت کی تڑپ ہو۔ انسانیت کے لیے آنسو بہانے والے، مسلمان کو تکلیف میں دیکھ کر بے چین ہونے والے ایسے مضامین سے پیدا نہ ہوں گے۔

تمہاری ایک بہن

(۳)

محترم المقام جناب حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے ایمان وصحت کی بہترین حالت میں ہوں گے۔

تسلیمات کے بعد! ۵/اپریل کو الشریعہ کا تازہ شمارہ ملا اور ۷/اپریل کے تمام قومی اخبارات میں آپ کے پیارے چچا ولی کامل اور عہد حاضر کی عظیم صوفی وروحانی شخصیت حضرت مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتی کی وفات کی خبر شائع ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پہلی ہی فرصت میں خط لکھنے کا ارادہ تھا مگر بخار کے شدید حملے کی وجہ سے تاخیر ہوئی۔ اب تھوڑا سا افاقہ ہوا ہے تو یہ تحریر لکھ رہا ہوں۔ ہمارے دار العلوم مصباح الاسلام میں حضرت اقدسؒ کی وفات کے دوسری دن برادر مکرم مولانا سید عنایت اللہ شاہ ہاشمی صاحب کے حکم پر حضرت اقدسؒ کے ایصال ثواب کے لیے قرآنی خوانی کا اہتمام کیا گیا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔

مرحوم یقیناً اس صدی کی عظیم روحانی شخصیت تھے۔ وہ اخلاص ومحبت، زہد وتقویٰ، سادگی ودرویشی کا مجسمہ اور بلاشبہ اکابر کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ ایسے فرشتہ صفت لوگ عطیہ خداوندی ہوتے ہیں جو اپنے اعلیٰ اخلاق وکردار، پاکیزہ سوچ، عالی نظری، حق وصداقت کا علمبردار اور روحانی طبیب ہونے کی بدولت لاکھوں مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت، تزکیہ نفس اور جنت کی طرف رہنمائی کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ قحط الرجال کے اس پرفتن دور میں مرحوم ومغفور کا وجود مسعود بہت بڑی نعمت تھی اور ان کا دنیا سے چلے جانا امت مسلمہ کے لیے ایک بڑے سانحہ سے کم نہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم ومغفور کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دیں اور پس ماندگان کو صبر جمیل واجر جزیل سے نوازیں، آمین ثم آمین۔

الشریعہ کے اپریل ۲۰۰۸ء ہی کے شمارہ میں آپ کے نام جناب محترم سیف الحق کا خط شائع ہوا ہے جس میں آپ کے ''علمی وفکری مکالمہ'' نامی کتاب پر طویل بحث کی گئی ہے اور آپ کے بعض افکار سے اتفاق اور بعض سے اختلاف کیا گیا ہے۔ آپ کے افکار سے اختلاف یا اتفاق کے بارے میں محترم سیف الحق صاحب کے رائے کے بارے میں مجھے کچھ کہنے کا حق نہیں، البتہ خط کے مندرجات میں موجود جس بات نے مجھے سخت دکھ سے دوچار کیا، وہ یہ ہے کہ ''اس وقت سب سے زیادہ خطرناک اور امن عالم کے لیے نہایت ہی نقصان دہ تنظیم القاعدہ کی تنظیم ہے۔''